بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اشارات

ماہِ ربیع الاوّل خدا کے آخری نبی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت، تحریک، سیرت اور اخلاق کی یاد تازہ کرنے کا مہینہ ہے، اور یومِ میلاد کی اگر کوئی اہمیت ہے تو وہ صرف یہ ہو سکتی ہے کہ حضورؐ سے رشتۂ وفا کی تجدید کی جائے۔

آج غم و اندوہ کے جن زخموں سے ہم چُور چُور ہیں اور دُنیا بھر میں مادّہ پرست قوتوں کے ہاتھوں ظلم و جارحیت کے جن ناوکوں کا نشانہ بنے ہوئے ہیں، ہمارے لیے کوئی چارہ کار اس کے سوا نہیں ہے کہ ہم پوری طرح رسولِ برحق کی دعوت اور سیرت اور سنّت کی پناہ گاہ میں آجائیں۔ اس پناہ گاہ کے باہر طرح طرح کے اندھیرے ہیں، ہر طرف جال پھیلے ہوئے ہیں، ہر طرف پھندے لگے ہیں اور ہر طرف کمین گاہوں میں شیطانی قوتیں ہمیں شکار کرنے کے لیے گھات لگائے بیٹھی ہیں۔

میلاد النبیؐ کی خوشیاں منانے کے لیے چراغاں کرنے والو، جھنڈیاں لگانے والو، جلوسوں کا زور باندھنے والو! پہلے ذرا ان خوفناک حالات کا اندازہ کر لو جن کے نرغے میں ہم ہیں۔

"صہیونی، مارکسی، چانکیائی" قوتوں کا محاذ "صبح" ہمیں چاروں طرف سے گھیرے میں لیے ہوئے ہے۔ "صبح" کے ذی شعور اور بے شعور کارندے دفتروں میں، تعلیم گاہوں میں، ریڈیو، ٹیلی وژن میں، اخبارات و جرائد میں، حلقہ ہائے ادب میں، مزدوروں میں، سیاسی جماعتوں میں، ترقیٔ نسواں کی مجالس میں ہر جگہ پھیلے ہوئے ہیں۔ اُن کو ہمارے اندر سے لادینیت پسند

مفاد پرستوں، مسلمانوں کے اندر سے الگ کیے ہوئے ایک غیر مسلم گروہ، اسلامی رجحانات سے کد رکھنے والی مذہبی اقلیتوں اور ایک تخریب پسند بے اصول سیاسی پارٹی کا تعاون بآسانی حاصل ہو جاتا ہے۔ اس طرح مجموعی طور پر یہ قوت خاصی بڑی بن جاتی ہے۔ اسے آپ مختلف دائروں میں اسلامی رجحانات کے خلاف مجتمع ہوکر کام کرتے ہوئے دیکھ سکتے ہیں۔ کمال یہ ہے کہ "صحیح" محاذ ہمارے بعض کثیر التعداد مذہبی فرقوں کو بھی ساتھ ملا لیتا ہے۔

اس محاذ کے چند کارنامے نمونے کے طور پر ملاحظہ فرمائیے:

۱۔ محب وطن سیاسی جماعتوں میں افتراق بڑھانے کے ساتھ ساتھ یہ عجیب واقعہ رونما ہوا کہ لادینیت پسندوں اور تخریب کاروں کے ساتھ اسلام اور جمہوریت کا نام لینے والے محب وطن بھی جا شامل ہوئے ہیں۔ پوری قوم کو مصیبت میں مبتلا کر دینے والی پیپلز پارٹی کے ڈسے ہوئے حضرات کا بھی فارورڈ آج پیپلز پارٹی سے مل رہا ہے۔ ٹھیک ہے، سیاسی مصلحتوں کے تحت دوستیاں اور دشمنیاں ہوتی رہتی ہیں، مگر پھر بھی کچھ آخری اصول و حدود ہوتے ہیں جن کا لحاظ ہر معقول جماعت اور ہر شریف لیڈر رکھتا ہے۔ مگر یہاں ایک خفیہ محاذ نے آپ کے سیاسی اکابر سے سارے اصول و حدود تڑوا کے دکھا دیئے ہیں اور سو فیصد تضاد رکھنے والوں کو گلے ملا دیا ہے۔

۲۔ علماء کے احوال پر نظر ڈالیے تو بالعموم نگاہ اس پر نہیں کہ ہماری لڑائی الحاد اور مادہ پرستی سیکولرازم اور سوشلزم اور بے حیائی اور بداخلاقی کے خلاف ہے، توجہ ساری اس پر ہے کہ ہمارے اپنے جتھے کو برتری ملے اور دوسرے مذہبی گروہوں کو زک دے دی جائے۔[1] پچھلے دو چار برس سے مسجدوں پر قبضے کے لیے "جہاد" کا سلسلہ جاری ہے۔ ہر فرقہ اس کوشش میں ہے کہ "قاضی کلاس" میں اس کے آدمیوں کی بھرتی زیادہ کی جائے۔ اپنے اپنے خاص فروعی مسائل اور انداز و اطوار کو اذانوں اور خطبوں اور مذہبی وعظوں اور جلسوں میں نمایاں کیا جاتا ہے۔ علماء کی اکثریت اپنے وعظوں میں عقیدوں کی باریکیاں

[1] سمرقند و بخارا کی داستان یہ گواہی دیتی ہے کہ ایسے ہی فرقہ پرست علما تھے جن کی ایک صف کو کمیونسٹوں نے علمائے حق کے خلاف استعمال کرکے پہلے انہیں مروایا، پھر استعمال ہونے والے علما کو عوام کے ہاتھوں ختم کرا دیا۔

چھانٹی ہے۔ رسول اللہ کی نورانیت، بشریت، علم غیب، حاضر ناظر ہونے کی صفت اور شفاعت کے سلسلے میں عجیب نکات بیان کیے جاتے ہیں، مگر حضورؐ کی اطاعت، حضورؐ کی پیروی سنّت، حضورؐ کے ضابطۂ اخلاق کی پابندی، حضورؐ کی شریعتِ حلال و حرام کی پیروی اور حضورؐ کے لائے ہوئے دین کی سربلندی کے لیے بالعموم بھرپور اور پرزور دعوت نہیں دی جاتی۔

یہی مولوی صاحبان تھے جن کو پہلے ہم سیاست میں اسلامی پارٹ ادا کرنے کے لیے کہتے تو وہ یہی نہیں مانتے تھے کہ اسلام میں سیاست بھی ہے اور ایک مسلمان کا پارٹ ووٹر کی حیثیت سے بھی کچھ ہوسکتا ہے۔ پھر جب اُن کو اس دائرے میں لایا گیا تو وہ غلبۂ دین کے لیے دوسرے تمام خادمانِ اسلام کے ساتھ برادرانہ طور پر مل کر سوچنے اور انتخابات میں دَورِ حاضر کی نظریاتی کشاکش سے عہدہ برآ ہونے کے قابل افراد کی طرف متوجہ ہونے کے بجائے یہ سوچنے لگ گئے کہ ہمارے اتنے آدمی فلاں فلاں حلقوں میں ہیں اور جو سیٹیں لی جاسکتی ہوں وہ ہم اپنے آدمیوں کے لیے کیوں نہ حاصل کریں۔ اس طرح سیاست میں فرقہ داری داخل ہوئی اور اس نے "صیہونی، مارکسی، چانکیائی" محاذ کے لیے کام آسان کر دیا۔

۳۔ طلبہ میں دیکھیے۔ موجودہ دَور کی ایمان شکن اور اخلاق سوز فضا میں پروان چڑھنے کے باوجود ایک ایسی نوجوان قوت درسگاہوں میں تیزی سے اُبھری جو اسلامی نظامِ تعلیم کا مطالبہ لے کے اُٹھی، اور جس نے درس گاہوں کو لادینیت اور فحاشی اور ہر بیہودگی سے پاک کرنے کی کوشش شروع کی۔ یہ تھی اسلامی جمعیت طلبہ۔

اب اس کے مقابلے کے لیے "صحیح" محاذ اور اس کے آلۂ کار نے چند نمایاں کارنامے انجام دیے۔ ایک یہ کہ طلبہ کی ایک چھوٹی سی نئی مذہبی قوت .... کو کمیونسٹوں، لادینیت پسندوں اور سیکولرازم کے علمبرداروں کے سامنے صف آرا کرا دیا۔ واہ کیا شاندار اسلام ہے جس کا اتحاد الحاد سے قائم ہوتا ہے۔ یہ محض اس لیے کہ اسلامی جمعیت طلبہ کو کسی نہ کسی طرح زک دی جاسکے

پھر کالجوں کے انتخابات میں بعض مقامات پر برادریوں کی عصبیتِ جاہلیہ بنیادِ فیصلہ بن گئی جیسے کہ فیصل آباد کی زرعی یونیورسٹی کے پچھلے انتخابات میں ہوا۔ اب کی مرتبہ صوبہ سرحد کے کالجوں میں "پختون ازم" اسلامیت کے مقابلے پر آ گیا۔

مسلم لیگ سے تعلق رکھنے والے طلبہ کا اتحاد بھی مخالفِ اسلام محاذ سے ہوا۔

اسلامی جمعیت طلبہ کے خلاف پہلے توچھاپہ ماروں اور تشدد پسندوں اور غنڈوں نے بار بار حملے کیے اور کئی نیک نہاد قابل نوجوانوں کو شہید اور زخمی کر دیا، پھر اگر کسی جگہ جمعیت نے جواباً کوئی جنبش کی تو پریس میں شور مچوا دیا گیا کہ اسلامی جمعیت طلبہ تشدد پسند ہے۔ علاوہ ازیں جمعیت جہاں بھی تشدد کا نشانہ بنی، وہاں گرفتاریاں بھی اسی کے ارکان اور کارکنوں کی ہوئیں، مقدمات چلے اور سزائیں دی گئیں۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ بیوروکریسی اور محافظینِ امن کے اندر بھی "صحیح" کی غیر مرئی قوت کا نفوذ ہے۔

۴ — ابھی ایک دلچسپ مگر افسوسناک مثال پنجاب یونیورسٹی کی اکیڈمک کونسل کے انتخابات میں سامنے آئی۔ تنظیمِ اساتذہ سے تعلق رکھنے والے پروفیسروں کے ایک گروپ کو شکایات پیدا ہوئیں۔ شاکیوں سے شکایات جا کر سنیے تو معلوم ہو گا کہ بچوں کی سی باتیں ہیں۔ کہاں اسلامی نصب العین اور کہاں یہ روٹھنے کی باتیں! پھر یہ شاکی گروپ بجائے اس کے کہ اپنا محاذ خود بناتا اور اپنے اصولوں پر بناتا، اس نے کمیونسٹوں اور لادینیت پسندوں اور قادیانیوں کی صف میں اپنے آپ کو جا شامل کیا[۱]۔ کیا شان ہے استادوں کی دانشوری کی۔

اس عبرت ناک مثال کے معنی یہ ہیں کہ "صحیح" کی سازشیں اسلام کے لیے کام کرنے والوں کو کبھی ایک نہ ہونے دیں گی اور اسلام کے لیے کام کرنے والوں کا کوئی نہ کوئی حصہ اس طاغوتی قوت کے رنگ ڈھنگ جانتے ہوئے بھی اس کی آغوش میں جا گرے گا۔

---

[۱] ہمارے ہاں کے انسانی مواد کی مٹی کی گندھاوٹ میں کوئی ایسی کمی ہے کہ اول تو اسلام کا نام لیتے ہوئے ڈریں گے، نام لیں گے تو کام کرنے سے گریز کریں گے، کام کرنا بھی چاہیں تو کسی نظم میں کسے جانا پسند نہیں ہو گا۔ اور نظم میں آ جائیں تو پھر ذرا سی بات اس کے لیے کافی ہے کہ بھاگ نکلیں۔ اِن "اسلامی لوگوں" میں جماؤ اور ٹھہراؤ یا استقامت نہیں ہے۔ دس بیس برس جم کر اگر ایک نصب العین کے لیے کام کرنا پڑے تو بمشکل آدھی تعداد ایسی نکلے گی۔

۵ ـــ افغانستان کے غیور مسلمان روسی جارحیت کے خلاف اور اشتراکیت کی گرفت سے بچنے کے لیے تن من دھن کی قربانیاں دے کر تاریخ کا ایک بے مثال جہاد بپا کیے ہوئے ہیں۔ روسی جارحیت نہایت بہیمیت کے ساتھ اُن کے گاؤں اور کھیت تباہ کرتی ہے اور سادہ دل نہتے مرد و زن کی جانیں بے دریغ لیتی ہے۔ ایسی آزمائشوں سے بچ بچا کر جو بوڑھے معذور افراد اور خواتین اور بچے پاکستان میں پناہ لیتے ہیں، اُن کے خلاف صرف یہی نہیں کہ "صہیونی، مارکسی، چانکیائی" محاذ کے مسحور ادیب اور صحافی اور لیڈر بے رحم اور سنگدل ہیں، بلکہ بار بار کوششیں کی جاتی ہیں کہ سرحد و بلوچستان کے پاکستانیوں اور مہاجرین کے درمیان کوئی قضیہ پیدا کرا یا جائے۔ ساتھ ساتھ یہ پروپیگنڈا کیا جا رہا ہے کہ یہ کثیر تعدادِ مہاجرین ہماری معیشت پر بوجھ بن گئے ہیں اور ان کو یہاں سے نکال دینا چاہیے۔

اس ذہن کے لوگ یہ نہیں سوچ سکتے کہ اگر خدا نخواستہ آپ پر کسی طرف سے کوئی مصیبت آجاتی اور آپ کی عورتوں، بچوں کو افغانستان میں پناہ لینی پڑتی تو اُس وقت آپ کے احساسات کیا ہوتے۔ اگر آگے سے افغانستان آپ کو محبت کا سایہ فراہم نہ کرتا اور دھکیل کے باہر نکال دیتا تو آپ کیا فلسفہ طرازی کرتے۔

افغانستان کے لوگ جس جارح قوت کے خلاف جہاد آرا ہیں وہ اُن کو فتح کرنے کے بعد پاکستان کے لیے بھی وجہِ خطر ہے۔ تو پھر کیا وہ لڑائی ہماری ہی نہیں جو افغانستان کا مجاہد لڑ رہا ہے۔ لیکن "صہچ" والوں نے ہمارے ذہنی توازن کو درہم برہم کر دیا ہے۔

۶ ـــ آپ دیکھ رہے ہیں کہ پاکستان کی عورتیں کس راہ پر کس رفتار سے بڑھ رہی ہیں؟ اس بارے میں نہ صرف خواتین کے، بلکہ کارفرما مردوں کے ذہن بھی سحر زدہ ہیں۔ جادو کے اثر سے تمام کٹھ پتلیاں اپنا اپنا کھیل دکھا رہی ہیں۔ کہیں کسی محفل میں رقص و شراب کا دَور چلتا ہے، کہیں کسی درس گاہ رقص کا سراغ لگتا ہے، کہیں عیاشی کے اڈوں کا انکشاف ہوتا ہے، کہیں کالجوں میں صدرِ پاکستان اور حکومت کے احکام کو پامال کرتے ہوئے زنانہ درس گاہوں کی سربراہ خواتین بچیوں کو دوپٹوں سے اجتناب کا درس دیتی ہیں۔ اِدھر خواتین یونیورسٹی کا مطالبہ ہو رہا ہے اور اُدھر یکے بعد دیگرے مخلوط ادارے کھل رہے ہیں بلکہ بعض درس گاہوں میں قریب قریب ہی میں مخلوط تعلیم رائج کی گئی ہے۔ جدہ کے پاکستانی

اسکول سے اسلامی تہذیب کو دیس نکالا دے کر مغربی بے حیائی کا رقص دکھایا جا رہا ہے۔ صدر ضیاالحق کے اپنے گھر کے معاملے میں بھی اللہ ہی رحم کرے .... ٹیلی وژن "بچ بچا کے" بھی جس طرح کے کارنامے دکھا رہا ہے وہ کچھ راز نہاں نہیں۔ باہر سے موسیقی کے کیسٹ، وڈیو کیسٹ، بلیو فلمز، ننگی تصاویر اور اسفل قسم کے رسائل کی درآمد قوم اس ذوق و شوق سے کر رہی ہے، گویا یہ سب کچھ ان خطرات کو روکنے کا اسلحہ ہے جو ملک کے گرد منڈلا رہے ہیں۔ سمجھدار اپنے دلائل دیتے رہیں، عوام چیختے رہیں، دین سے محبت رکھنے والی خواتین اجتماع کرتی رہیں مگر کوئی غیر مرئی ہاتھ وہ سب کچھ تیزی سے کر رہا ہے جس کی طرف اشارے کیے گئے ہیں۔

یہ ہے وہ نقشہِ احوال جس میں آپ کھڑے ہیں۔

اب اگر ربیع الاوّل آیا ہے تو آپ صہیونی، مارکسی، چانکیائی قوتوں کے خلاف اپنا محاذ درست کیجیے۔ اس کی واحد صورت یہ ہے کہ رسول خدا صلّی اللہ علیہ وسلّم کے لیے محض درود اور نعتیں پڑھ کے نہ رہ جائیے بلکہ حضورؐ سے سچے رشتۂ وفا کی تجدید کیجیے۔

پہلی بات یہ ذہن نشین کیجیے کہ حضورؐ پر ایمان حضورؐ سے محبت رکھے بغیر مکمل نہیں ہوتا۔ اور ایمان کی طرح محبت کا تقاضا یہ بھی ہے کہ جناب رحمۃ للعالمین صلّی اللہ علیہ وسلّم کے لائے ہوئے دین حضورؐ کی حکمت اور حضورؐ کی سنّت کی پیروی کی جائے۔

دوسری بات یہ ہے کہ رسول برحق کی تعلیم کے ہوتے ہوئے کسی دوسرے فلسفے یا نظریے یا نظام یا تہذیب کو اختیار کرنا مسلمان کے لیے جائز نہیں۔

تیسری بات یہ کہ حضورؐ کی تعلیماتِ کتاب و حکمت کی رو سے سب سے بڑا جرم شرک ہے، لہٰذا جن اُمور میں شرک کا شائبہ تک بھی ہو اُن سے پرہیز کی جائے۔

چوتھی بات یہ کہ رسول اللہ نے کبر و نخوت کو ایمان اور عاقبت کے لیے خطرناک قرار دیا ہے۔ ہر قسم کے کبر و نخوت سے پرہیز کرنا چاہیے۔ اگر اللہ نے کوئی فضیلت دی ہو تو اس کا شکر ادا کیا جائے اور اگر فضیلت ایسی ہو کہ اس سے دوسروں کی خدمت کی جا سکے تو خدمت کی جائے، مثلاً دولت، علم یا جسمانی قوت سے۔

(باقی بر صفحہ ۵۱)

(بقیہ اشارات)

پانچویں بات یہ کہ حضورؐ نے قرآن کے مدعا کو واضح کرتے ہوئے تفصیل سے بتایا ہے کہ ظلم خدا کو سخت ناپسند ہے۔ ظلم چاہے زبان سے کیا جائے، ہاتھ سے کیا جائے، مال سے کیا جائے یا کسی اور طریق سے، اُخروی لحاظ سے ہلاکت کا موجب ہے۔ ظالم کی نہ خدا کی طرف سے معافی ہے، نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے شفاعت، جب تک کہ وہ مظلوم کو بدلہ دے کر یا تاوان ادا کر کے یا اس کی منت سماجت کر کے اپنا قصور معاف نہ کرالے۔ ذکر، عبادات اور خیرات کی بڑی سے بڑی مقدار بھی کسی ظلم کی سزا سے نہیں بچا سکتی۔ پس ظلم کی ہر شکل سے باز آجائیے، مظلوم کی حمایت کیجیے اور ظالم کو اگر روک سکیں تو روکیے، ورنہ اس سے تعاون نہ کیجیے۔

چھٹی بات یہ کہ رزقِ حرام کو رسولِ خدا نے ہم مسلمانوں کے لیے سختی سے ممنوع ٹھیرایا ہے۔ رزقِ حرام غصب سے حاصل ہو یا دھوکے فریب سے، سود سے یا رشوت سے، چوری سے یا ڈاکے سے، زکوٰۃ یا دوسرے لازمی محاصل کو روکنے سے یا حسابات میں گڑبڑ کرنے سے، کاروبار کے ممنوعہ طریقے اختیار کرنے یا دوسروں کی دولت کو ہیر پھیر کے ذریعے اپنے لیے سرمایہ بنا لینے سے۔ رزقِ حرام کی ادنیٰ سے ادنیٰ مقدار عاقبت خراب کر سکتی ہے۔ لہٰذا اپنے گھر میں مالِ حرام کو داخل نہ ہونے دیجیے اور اپنے شکم میں لقمہ حرام کو اُترنے نہ دیجیے۔

ساتویں بات یہ کہ حضورؐ صلی اللہ علیہ وسلم نے حفظِ عصمت و حیا کی تعلیم دی ہے۔ اس کے تحت ایک مسلم خاتون کا فرض یہ ہے کہ وہ ستر و حجاب کو ملحوظ رکھے، مردوں سے میل جول سے پرہیز کرے۔ مخلوط مجلسوں میں نہ جائے اور زینتِ اشتہار بننے اور شو بزنس میں مبتلا ہونے سے بچے۔ دوسری طرف مردوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے آپ کو نہ صرف خیانتِ نگاہ اور خیالات بلکہ سے بچائیں بلکہ ایسی کتب وجرائد کے مطالعہ سے، ایسی فلموں اور تصویروں کو دیکھنے سے، ایسی جنس پرستانہ موسیقی سے بے تعلق ہو جائیں جن کا اثر اسلامی تہذیب و معاشرت کی پاکیزگی کو مجروح کرنے والا ہو ——— اس سلسلے میں یہ بھی پیش نظر رہے کہ مخالفِ اسلام محاذ ہم مسلمانوں کے اندر منشیات اور جنسی جنون کو عام کرنے کے لیے کوشاں ہے۔ لہٰذا فنونِ لطیفہ اور کلچر اور ثقافت اور تفریح کے نام سے جو غیر اسلامی طور طریق سامنے آرہے ہیں، اُن سے دلی نفرت کیجیے۔ وہ سب کچھ جو تہذیبِ اسلامی اور ثقافتِ محمدیؐ کے خلاف ہے، اس میں ہماری تباہی مضمر ہے۔

آٹھویں بات یہ کہ تفرقہ بازی سے شدید اجتناب کیجیے۔ اپنے آپ کو فرقوں کی نسبت سے پیش کرنے کے بجائے اسلام کے حوالے سے پیش کیجیے، خدا نے صریح طور پہ آپ کا نام مسلم رکھا ہے۔ (ھُوَ سَمّٰکُمُ المسلمین) ہر مسلمان کو بھائی سمجھیے، جو لوگ عبادات و احکام کی زیادہ پابندی کرتے ہوں، اُن کو زیادہ عزیز رکھیے۔ اور پھر جو لوگ حضورؐ کی محبت کے ساتھ سنت کی زیادہ پیروی کرنے والے ہوں، اُن کو اور بھی اقرب جانیے۔

کسی بھی صورت میں کمیونسٹوں، سیکولرسٹوں، ملحدوں، ختمِ نبوت کے منکرین اور سنّت کے مخالفین کے ساتھ مل کر محاذِ اتحاد نہ بنائیے۔

نویں بات یہ کہ وہ مقدس کام جس کے لیے حضورؐ نے ساری زندگی مشقتیں اٹھائیں، آپ بھی اُسی کو اپنا نصب العین قرار دیجیے۔ یعنی دن رات جسم، دماغ اور مالی قوتیں اعلائے کلمۃ اللہ، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی مہم میں ایک مجاہد کی طرح کھپا دیجیے ۔۔۔ ہر لمحے اس فکر میں لگے رہیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین کو غلبہ حاصل ہو، حضورؐ کا پیش کردہ نظام عملاً قائم ہو اور جو کچھ حضورؐ کی تعلیم کے خلاف ہو رہا ہے۔ وہ مٹتا جائے۔

دسویں بات یہ کہ حضورؐ نے علمِ دین حاصل کرنے کو ہر مسلم مرد اور عورت کے لیے فرض قرار دیا ہے۔ بس آپ بھی محض سنی سنائی باتوں اور وعظ گویوں کے چٹکلوں میں گم رہنے کے بجائے قرآنِ کریم ترجمہ و تفسیر سے پڑھیے، حضورؐ کی سیرت اور احادیث کا مطالعہ فرمائیے اور اس تعلیم کو گھر والوں میں اور سارے حلقہ ہائے ربط میں پھیلائیے۔

اگر آپ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موقع پہ رسولِ پاک سے رشتۂ وفا استوار کرکے عملاً اِن دسوں باتوں کو اختیار کرلیں تو مقصد پورا ہوا۔ پھر آپ فتنہ و مصائب کے موجودہ دور میں صحیح پناہ گاہ تک رسائی حاصل کرلیں گے۔

اگر خدانخواستہ آپ صرف کھیل تماشوں اور جھنڈیوں اور فانوسوں میں مگن رہے اور مطلوبہ ذہنی و عملی تبدیلیوں کو اپنے اندر پیدا نہ کیا تو گویا آپ نے ماہ ربیع الاوّل اور یومِ میلاد کا پیغام سنا ہی نہیں، اور اس موقعِ اصلاح و تعمیر کو ضائع کردیا۔ اللہ تعالیٰ ایسے نقصان سے آپ ہم سب کو بچائے۔